بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائے عز و جل — لکھ قلم نعت احمد مرسل

ہر کہ در سایہ عنایت اوست — گنہش طاعتست و دشمن دوست

منقبت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

ساقیا رند مے پرست ہوں میں — مے حب علی سے مست ہوں میں

جام بھر کر شراب دے مجکو — بدر بین آفتاب دے مجکو

رشک سے گل چراغ ہو جائیں — مہر و مہ داغ داغ ہو جائیں

کہ لکھوں وصف ساقی کوثر — یا علی سب کہیں اسے سنکر

منقبت کیا لکھے یہ ہیچمدان — وصف مشکل کشا نہیں آسان

وصف مشکل کشا علی لکھئے — تو اسے کہکے یا علی لکھئے

یا علی تم ہو ساقی کوثر — رحمت حق وصی پیغمبر

سایہ مہر تو شکستہ پناہ — ذیل عفو تو پردہ پوش گناہ

کس زباں سے بیاں ہو وصف جناب — ذات پاک آپ کی ہے فیض مآب

تم ہو عقدہ کشائے اہل جہان — تم نے کیں سخت مشکلیں آسان

بخشتا وہ جسنے جو سوال کیا — مرد بے برگ کو نہال کیا

اسم اعظم ہے نام نام خدا — تم ہو کل کے امام نام خدا

اوج میں آسمان جناب ہیں آپ — خاکساری میں بو تراب ہیں آپ

آپ ہیں آفتاب برج شرف — جانشین رسول شاہ نجف

قبلہ آرزو ہے روضہ پاک — اوج سے جسکے پست ہیں افلاک

کوئی زائر جو ہے نظر آتا — دل بیتاب ہے تڑپ جاتا

جو تقدیر ہیں تو جا بیٹھینگے	پھر نہ پھر کر نجف سے آئینگے	یا علیِ ولی شہ اسلام	عرض کرتا ہے خاکسار سلام

مدح جناب قدوۃ السالکین حضرت محمد نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ

ساقیا جلد کھول کے بسم اللہ	دے مجھے لا الہ الا اللہ	آب آتش لباس دے مجھکو	جام مے بےقیاس دے مجھکو
دل ہیں روشن چراغ ہو جائے	اور چراغان دماغ ہو جائے	رنگِ محفل مجھے جمانا ہے	وجد میں مے کشون کو لانا ہے
خاص مستون کی بزم کھلا دون	حق پرستون کی بزم دکھلا دون	جس طرف کو نگاہ اٹھ جائے	عین نورِ خدا نظر آئے
گل وہ شاخِ قلم سے کھلنے لگین	وجد میں مے کے مست ہلنے لگین	بانگ ہو طارمِ فلک پر جائے	آسمان پر ہر ایک وجد میں آئے
وصفِ محبوبِ کبریا لکھون	مدحتِ فخرِ اولیا لکھون	محفلِ اولیا کے صدر نشین	خاص محبوبِ حق نظام الدین
غوثِ عالم نظامِ ملت و دین	قطبِ ہفت آسمان و ہفت زمین	سرمۂ طور خاکِ پائے حضور	خاک پائے حضور سرمۂ طور
مفخرِ ساکنانِ عرشِ برین	زیرِ فرمان ہین آسمان و زمین	درِ دولت ہے قبلۂ امید	ذرہ فیضِ قدم سے ہے خورشید
تسپہ ہو جائے اک نگاہِ کرم	ہو وہ درویش بادشاہِ عجم	کشورِ معرفت ہے زیرِ نگین	صورتِ بوتراب خاک نشین
شرفِ آدم از انکو خلقی	نائبِ مصطفےٰ بوحیِ خفی	نہ فقط صاحبِ ولایت ہین	رہنمائے رہِ ہدایت ہین
شرفِ روزگار فخرِ جہان	لطفِ پروردگار فخرِ جہان	عرشِ اعظم حضور کا ہے مقام	خسروِ دہلوی سے لاکھ غلام
حق تو یون ہے کہ جملہ صاحبِ تاج	انکے خاکِ قدم کے ہین محتاج	کیجیے عرضِ حال کیا حضرت	آپ پر سب عیان ہے یا حضرت
	ہے یہ مداح بھی غلام حضور	صدقے قربان فدائے نام حضور	

مدح حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ

بے تکلف ہے آئیے ساقی	تشنہ ہون مے پلائیے ساقی	مسند جوان مرد ڈھونڈتے ہین کہین	مے کشی رند چھوڑتے ہین کہین
مست ہون خود بخود نوا ہے قلم	ساقیا اسکا مدح خوان ہے قلم	وہ جو ہے تاجِ فرقِ عزّ و وقار	خاص مقبولِ داورِ دادار
اسکا دستِ کرم ہے بسکہ دراز	ہے لقب خواجۂ غریب نواز	قطبِ ہفت آسمان و ہفت زمین	مفخرِ اولیا معین الدین
ل ابرِ کرم ہے فیض رسان	ہے غرض خاص و عام پر احسان	چون قضا دفترِ وجود نوشت	برکت او براتِ جود نوشت

بیان شعبدہ بازیہاے عشق

سنا ساقیا دے شراب عشق مجھے | لکھنی ہے اک کتاب عشق مجھے
کہین موسے ہے یہ خلیل کہین | کہین آتش کدہ ہے نیل کہین
کہین عیسی نفس یہ ہوتا ہے | کہین دم بھر مین جان کہوتا ہے
کہین دست کرم ہے فیض رسان | کہین منت کش ید احسان
کہین مشت غبار بادیہ گرد | صورت گردباد دشت نورد
کہین دود چراغ کاشانہ | سوختہ دل کہین ہے پروانہ
اسکی روشن ہے آتش افشانی | یہ کہین آگ ہے کہین پانی
کہین داغ عذار ماہ ہے یہ | کہین چرخ ستم پناہ ہے یہ
کہین سلطان بےسریر ہے یہ | شکل مجرم کہین اسیر ہے یہ
متکبر کہین ہے یہ خودبین | کہین نقش قدم سا خاک نشین
کہین یہ دل کی بیقراری ہے | کہین فریاد و آہ و زاری ہے
رنگ شادی کہین جماتا ہے | کہین ماتم کدہ بناتا ہے
ایک دم مین بنا کے سودائی | اسنے لاکھون سے خاک چہنوائی
سختی اسکے اسیر سہتے ہین | مدتون لوگ قید رہتے ہین
سرو قد لاکھون کردیے پامال | سبزہ خط روند ڈالے سبزہ مثال
سر پہ لائے ہزار آفت یہ | دم مین برپا کرے قیامت یہ
عشق آفت ہے قہر یزدان ہے | دوستی اسکی دشمن جان ہے
عشق بیشک بلائے جان ہے | بدتر از مرگ ناگہانی ہے
ناچ جو چاہے وہ نچائے فلک | پر یہ سر پہ بلا نہ لائے فلک

عشق خوبان ہے طرفہ جادوگر | عمل سحر اسکے ہین منتر
کہین سرچشمہ حیات ہے یہ | کہین خضر رہ نجات ہے یہ
اعتدال مزاج ہے یہ کہین | مرض لاعلاج ہے یہ کہین
کہین سیاح گوشہ گیر کہین | کہین آزاد ہے اسیر کہین
خفقان ہے کہین جنون ہے کہین | تپ کہین سوزش درون ہے کہین
کہین فصل خزان بہار کہین | کہین شعلہ ہے یہ شرار کہین
رگ و پے مین روان ہے خون بنکر | پھوکتا ہے تپ درون بنکر
یہ کہین یاس ہے کہین امید | کہین یہ ذرہ ہے کہین خورشید
کہین دولت پناہ صاحب زر | ہے کہین تنگ دست و دست نگر
صورت گل کہین مہکتا ہے | شکل بلبل کہین چہکتا ہے
اسکا سب سے بلند ہے پایہ | یہ کہین دھوپ ہے کہین سایہ
یہ کہین شاد ہے کہین محزون | کہین لیلی ہے یہ کہین مجنون
عشق بازون کو خوب ہے معلوم | کہین خادم ہے یہ کہین مخدوم
دل عشاق کو جلاتا ہے | گل سے تن خاک مین ملاتا ہے
سیم تن لاکھون نذر خاک کیے | سیکڑون نوجوان ہلاک کیے
وہی ظالم ہے یہ ستم ایجاد | لاکھون گھر جسنے کردیے برباد
چشم تر سے لہو رلاتا ہے | آخرش گور مین سلاتا ہے
ہوکے عاشق کوئی تباہ نہو | غرق کشتی کسی کی آہ نہو
صورت لالہ دل پہ داغ نہو | بزم بلبل کا گل چراغ نہو

عشق کیا کیا نہ گل کھلاتا ہے — داغ حسرت مین یہ لگاتا ہے
عقل و ہوش و حواس کھوتا ہے — نام بدنام اس سے ہوتا ہے
اسنے رسوا بہت کیا ہمکو — اسنے مجنون بنا دیا ہمکو
توبہ توبہ یہ کیا کہا روشن — سہل و آسان نہین ہے عشق کا فن
اسکے کامل کمال کرتے ہین — حاصل آخر وصال کرتے ہین
درد عشق مجاز کے آگاہ — سب حقیقت شناس ہین واللہ
ہجر بت مین خدا جو یاد ہوا — دل ناشاد شاد شاد ہوا
عاشق حسن لازوال ہوے — محو دیدار ذوالجلال ہوے
عشق قدرت کا اک نمونہ ہے — لطف اسمین ہزار گونہ ہے
عشق اک باغ جاودانی ہے — عشق مین لطف زندگانی ہے
یا خدا ہو نہ عشق دل سے کم — یونہین بڑھتا رہے جنون ہر دم
عشق رہبر ہو ہر قدم میرا — اسی لذت مین نکلے دم میرا
دل جگر جسکے ہین نشانہ عشق — میرے منہ سے سنین فسانہ عشق

آغاز داستان

تشنہ لب ہون شراب دے ساقی — قدح آفتاب دے ساقی
عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون — پھر مین خانہ بدوش ہوتا ہون
مین تو مرتا ہون مے پلا ساقی — کچھ نہین ہے تو زہر لا ساقی
درد فرقت سہا نہین جاتا — ہمسے بے مے رہا نہین جاتا
ہم بھی اک رند ہین زمانے کے — ہین دھنی دل پہ زخم کھانے کے
یعنی عاشق مزاج ہین ہم لوگ — کل نہ ہونگے آج ہین ہم لوگ
منقلب ہے زمانہ لیل و نہار — سفلہ پرور ہے چرخ ناہنجار
اک روش پر نہین قیام جہان — سنئے خود کہ رہا ہے نام جہان
غم کی مین اک کتاب لکھتا ہون — شرح حال خراب لکھتا ہون
تھا کسی شہر مین کوئی بدکار — زینہار از قرین بد زنہار
زوجہ پارسا کو چھوڑ دیا — ایک بدکار سے نکاح کیا
ہوئین دو وہین لڑکیان پیدا — ایسی ایسی کہ مہر و مہ شیدا
انہین سب سے بڑی جو تھی دختر — جلوہ طور بھی فدا جسپر
حسن و خوبی مین شہرہ آفاق — خاص غارتگر دل عشاق
گلشن حسن کی گل تر تھی — لالہ رخ غنچہ لب سمن بر تھی
گل و بلبل جمال پر قربان — کبک و طاؤس چال پر قربان
صدقے شمشاد سرو قامت کے — چال مین طرز سب قیامت کے
آتشین گل کی طرح رخسارے — شوخی انداز و ناز سب پیارے
برگ گل کی طرح لب رنگین — مہر وش مہ لقا کمال حسین
رخ روشن حریف شعلہ طور — دلبری مین پری جمال مین حور
رشک خورشید نام ماہ لقا — چشم بد دور آنکھ عین بلا
گل سے چہرے پہ حلقہ کاکل — پیچ در پیچ صورت سنبل
بے مثال اسکے ابروے خمدار — قتل عشاق کے لیے تلوار
سب کی سب بے پھرے ہوے مژگان — جھلکے تیرون سے گوشہ گیر کمان

خون عاشق تھی مہندی ہاتھوں میں / پھول جھڑتے تھے منہ سے باتوں میں

وہم میں آئے کیا کمر اسکی / بال عنقا تھی یا کمر اسکی

تھی سراپا غرض وہ خوش تمثال / آفتاب سپہر حسن و جمال

ناگہاں اک جوان خاک نشین / صورت قیس بیکس و غمگین

اُس صنم کیش سے دوچار ہوا / درد الفت سے بیقرار ہوا

خاک پر آہ کرکے بیٹھ گیا / اُٹھا اور واہ کرکے بیٹھ گیا

طپش دل سے گرد برد ہوا / گرم بازار عیش سرد ہوا

عقل و ہوش و حواس کھو بیٹھا / جان سے دونوں ہاتھ دھو بیٹھا

وحشت دل نے رنگ دکھلائے / پاؤں دست جنوں نے پھیلائے

جوش پر دل کی بیقراری تھی / اُسکے منہ سے غزل یہ جاری تھی

غزل

سامنے میرے عشق بانی ہے / قصۂ قیس اک کہانی ہے

تیری فرقت میں یا وہ ستم ایجاد / مدتوں ہم نے خاک چھانی ہے

آہ کے ساتھ اُٹھتے ہیں شعلے / دل میں اک سوزش نہانی ہے

ہو اگر اک نگاہ جور ادھر / آپ کی عین مہربانی ہے

دل تڑپتا ہے صورت سیماب / ہجر میں مرگ زندگانی ہے

اسکو رکھتے ہیں ہم ضبط نہاں / داغ دل یار کی نشانی ہے

آؤ دل کے نکال لیں ارمان / چار دن عالم جوانی ہے

اپنے زیر نگین ہے ملک سخن / یہ بھی تائید آسمانی ہے

ہے زمانہ نشان آب رواں / عمر اک کشتی دخانی ہے

خندۂ گل نہیں یہ اے بلبل / زخم دل پر نمک فشانی ہے

گل فشاں ہے چمن چمن روشن / بلبل باغ خوش بیانی ہے

چشم تر اسکی اشک ریز ہوئی / آتش اشتیاق تیز ہوئی

دل جو کچھ بیقرار ہونے لگا / تھام کر وہ جگر کو رونے لگا

دیکھکر چشم تر سے حال سرشک / گر پڑا خاک پر پریشاں سرشک

آسمان کی طرف اُٹھا کے نظر / یاس سے دیکھنے لگا مضطر

رو کے بولا کہ او ستم ایجاد / لاکھوں گھر تو نے کر دیے برباد

مہ رخوں کے جگر میں داغ دیے / گھر بہت تو نے بے چراغ کیے

مر مٹے لاکھوں خاک سے ہوئے / تیری گردش سے سب ہلاک ہوئے

تو کسی کا بھی خیر خواہ نہیں / زیر سایہ ترے پناہ نہیں

ہم بھی اے چرخ کج نہاد چلے / باغ عالم سے نامراد چلے

کیا قیامت یہ آہ ہوتی ہے / میری کشتی تباہ ہوتی ہے

کبھی کرتا تھا اسطرح فریاد / کبھی کہتا تھا یوں وہ خاک نہاد

گردش چرخ سے بروئے زمین / صورت نقش پا ہوں خاک نشین

ظلم کرتا ہے یہ ستم ایجاد / تو تو عادل ہے یا خدا فریاد

تھا غرض ہجر میں بہت مضطر / دل تڑپتا تھا صورت اخگر

سُنکے اس خاکسار کی فریاد / حضرت عشق نے کی امداد

اک پرستار مہ لقا آئی / خضر کی طرح رہنما آئی

پوچھا کیوں مضطرب حال ہے کیا / کس مصیبت میں ہو ملال ہے کیا

کسکے غم میں تباہ ہو صاحب / دیکھتے کسکی راہ ہو صاحب

زندہ درگور کیون ہو غم کیا ہی
کچھ تو فرمائیے ستم کیا ہی

خود فراموش کسکی یاد مین ہو
کیا مصیبت ہی کس فساد مین ہو

کہئیے کیا وجہ جان کنی کی ہی
کیا کسی زن نے رہزنی کی ہی

یاد مین کسکے آپ رہتے ہین
کسکی فرقت مین جان کھوتے ہین

کہئیے کسنے دیے ہین داغ تمھین
کسنے دکھلائے سبز باغ تمھین

صورت گل ہی کیون یہ خاموشی
کسکی مطلوب ہی ہم آغوشی

حال دل کچھ تو ہمسے بھی کہئیے
دم بخود ہو کے یون نہ چپ رہیے

بولا سنکر یہ عاشق مضطر
اری مانا نہین ہی تجکو خبر

تیری بی بی پہ جان کھوتا ہون
اسپہ صدقے نثار ہوتا ہون

کشتۂ خنجر نگاہ ہون مین
کیون نہ گرم فغان و آہ ہون مین

ایک دل اور ہزار ہا غم ہین
رنج مین خوش ہین یہ بشر ہم ہین

کیا کہون آہ کیا قیامت ہی
حضرت عشق کی عنایت ہی

ہجر مین مہ لقا کے مرتا ہون
درد دل سب تجھسے عرض کرتا ہون

اپنی بی بی سے کہدے یہ جاکر
ہی کوئی شخص عاشق مضطر

طالب دید وہ تمھارا ہی
اسپہ کیونکر ستم گوارا ہی

اور یہ کہیو کہ او ستم ایجاد
حد سے اب ہو چلی فزون بیداد

ڈر خدا سے ذرا خدا کے لیے
ہو نہ آمادہ یون جفا کے لیے

اجتناب اتنا کیا ضرورت ہی
لائق دید اسکی صورت ہی

کیا عجب ہی وہ سنکے رحم کرے
اور قہر خدا سے دل مین ڈرے

دیکھیے آکے حال کو میرے
سن لے شاید سوال کو میرے

نکلے شاید امیدوار کا کام
تیرا ہو جائے سب جہان مین نام

سنکے یہ رحم آگیا اسکو
عشق جذبہ دکھا گیا اسکو

یعنی وہ مہ لقا کے پاس گئی
چھوڑ کر اسکو بے حواس گئی

صدقے ہو کر کہا کہ ایک جوان
میری جان کوئی دم کا ہی مہمان

تیری فرقت مین جان کھوتا ہی
اب وہ رخصت جہان سے ہوتا ہی

جان اک نوجوان کی جاتی ہی
بی بی ہمکو تو شرم آتی ہی

سختی نزع نیم جان پر ہی
مہ لقا مہ لقا زبان پر ہی

اسکو بلوائیے خدا کے لیے
شکل دکھلائیے خدا کے لیے

سنکے وہ ماہ پرعتاب ہوئی
گرم مانند آفتاب ہوئی

بولی مجھپر فدا وہ کیا ہوگا
چل ہوئی تیرا آشنا ہوگا

تجھپہ مرتا ہی جان کھوتا ہی
اری تیرے لیے وہ روتا ہی

پاس اسکے مری بلا جائے
آشنا جسکا ہو وہ بلوائے

کہکے یہ اسنے رخ جو پھیر لیا
صدقے ہو کر خواص نے یہ کہا

جان کیون تم پہ دے کہو کوئی
دے کے دل کیون خجل اب ہو کوئی

مرمٹے خاک عاشق ناشاد
رحم کرتے نہین ستم ایجاد

سنگدل کونسا نگار نہین
بخدا تہمت کسی کے یار نہین

سچ تو ہی جسکو ہو خدا کی مار
ہو وہی انکا طالب دیدار

وہ بشر کیا جو دردمند نہین
ناز بیجا ہمین پسند نہین

تم تو بی بی ہوا سے لڑتی ہو
اڑتی ہو بنتی ہو بگڑتی ہو

دم بخود سنکے ہو گئی وہ نگار
ہٹ گئی یہ تو سو گئی وہ نگار

دیکھتی کیا ہی اپنے بالین پر
کہ کھڑا ہے وہ عاشق مضطر

رو رہا ہی غرض بآہ و فغان
خاک سر پر اڑا رہا ہی جوان

صورت برق بیقرار ہے دل ۔ غنچہ کی طرح سے فگار ہے دل

درد دل سے کمال مضطر ہے ۔ ضعف سے ہے نڈھال مضطر ہے

ہے کمربستہ قتل ہونے پر ۔ مستعد ہے وہ جان کھونے پر

شکوہ کرنے لگا کہ واہ حضور ۔ ہین نہایت ستم پناہ حضور

رحم مطلق نہین مزاج مین آہ ۔ بے مروت کمال ہے واللہ

جان عشاق کا خیال نہین ۔ مرنے کو کی کچھ ملال نہین

چار دن یہ بہار ہے گل تر ۔ اسقدر پھولیے نہ جوبن پر

اک روش پر یہ روزگار نہین ۔ بے خزان موسم بہار نہین

ہے روان عالم شباب حضور ۔ ہے یہ عالم خیال و خواب حضور

غرض اسطرح کرکے چند کلام ۔ عرض کی سرگذشت عشق تمام

دیکھکر اسکو مبتلا سے بلا ۔ متحیر ہوئی وہ ماہ لقا

سنکے آواز نالۂ دل زار ۔ کھل گئی آنکھ ہو گئی بیدار

خواب کا اک فقط بہانہ تھا ۔ پل مین کچھ اور ہی زمانہ تھا

یعنی جذبۂ کشش نے دکھلایا ۔ دل مین اک اضطراب سا پایا

دفعتہً مضطرب ہوئی وہ نگار ۔ ہوئی القصہ طالب دیدار

مضطرب ہوکے دل تڑپنے لگا ۔ اور جگر متصل تڑپنے لگا

دل بے اختیار ہونے لگا ۔ عشق ہوش و حواس کھونے لگا

صورت گل جگر فگار ہوا ۔ دل بیتاب بیقرار ہوا

ناتوان کاہش دروں نے کیا ۔ طاقت و تاب نے جواب دیا

تپش دل جگر جلانے لگی ۔ صورت زلف پیچ کھانے لگی

ہجر مین مضطرب وہ ماہ ہوئی ۔ کشتی مہ لقا تباہ ہوئی

جبکہ بڑھتا تھا اشتیاق وصال ۔ پڑھتی تھی یہ غزل وہ خوش جمال

غزل

وادی دل ہے یا فضائے چمن ۔ ہر گل داغ ہے سجائے چمن

گذری کنج قفس مین فصل بہار ۔ دیکھیے کب خدا دکھائے چمن

گھر ہے وحشت سے خانۂ زنجیر ۔ یاد گیسو مین کسکو بھائے چمن

اے خوشا طالع شہید ادا ۔ خندۂ گل ہے خون بہائے چمن

شاخ پر ہین چراغ گل روشن ۔ ہر روش کیون نہو صفائے چمن

روئے گلرنگ پر نہ کیون دل آئے ۔ جائے بلبل نہین ہوائے چمن

قطرۂ بحر اشک گلگون ہین ۔ بہتے ہین جو چشمہ ہائے چمن

دل ہے داغون سے تختۂ گلزار ۔ نفس سرد ہے ہوائے چمن

گل رخسار کے تصور مین ۔ خون روتا ہون کھلکے ہائے چمن

مضطرب تھی وہ بیقراری مین ۔ گذری اک عمر آہ و زاری مین

کیجیے کچھ وصال کی صورت ۔ کس لیے ہے ملال کی صورت

سوچتی تھی کہ پیچ و تاب ہے کیا ۔ مضطرب کیون ہو اضطراب ہے کیا

دل مین یون سوچنے لگی وہ نگار ۔ لکھیے نامہ بنام عاشق زار

خط شوق ایک لے کے خامہ لکھا ۔ شوق سے اشتیاق نامہ لکھا

اشتیاق نامہ بامید وصال

لکھا ای نوجوان خاک نہاد / رشک مجنون و غیرت فرہاد
اشتیاق وصال ہی مجکو / تیری الفت کمال ہی مجکو

دل بیتاب کو قرار نہین / ضبط کرتی پر اختیار نہین
عشق پوشیدہ چند باشد چند / عاشقم عاشقم بہ بانگ بلند

خانۂ دل مین گھر کیا تونے / واری اچھا مکان لیا تونے
ہی بہت اضطراب ای پیاری / تیرے صدقے شتاب ای پیاری

دیکھ او بیوفا خدا کے لیے / دم بدم جلد آ خدا کے لیے
تپ مین ہون سوز نہان سے جلتی ہون / رات بھر کروٹین بدلتی ہون

ٹکڑے ٹکڑے فراق مین ہی جگر / ہی اسیر بلا دل مضطر
تپش دل جگر جلاتی ہی / نیند تک کس موئی کو آتی ہی

بیٹھے بٹھلائے کیا ہوا ہی ہی / عشق کیا اک بلا ہوا ہی ہی
دل کو اول یہ اضطراب نہ تھا / صورت زلف پیچ و تاب نہ تھا

پہلے اسطرح مین نہ مرتی تھی / مرنے والون پہ دم نہ بھرتی تھی
پہلے عاشق کسی پہ آہ نہ تھی / یون کسی نوجوان سے راہ نہ تھی

رات دن اپنا غیر حال نہ تھا / زلف و رخسار کا خیال نہ تھا
رات دن چین سے گذرتی تھی / ٹھنڈی سانسین نہ آہ بھرتی تھی

ہجر مین اب بیقرار ہون مین / کہ تپان صورت شرار ہون مین
دل کو ہر دم ملال رہتا ہی / اب بہت غیر حال رہتا ہی

ہجر مین زیست کی امید نہین / زہر کھا لون تو کچھ بعید نہین
چارہ گر گو کرین ہزار علاج / پر نہین ممکن اعتدال مزاج

درد دل کی دوا نہین ممکن / نہین ممکن شفا نہین ممکن
مرض عشق کا علاج نہین / معتدل ہو یہ وہ مزاج نہین

حال سو سو طرح بگڑتا ہی / کسکو فرقت مین چین پڑتا ہی
چھپکے لوگون سے گھر تڑپتی ہون / ہجر مین خاک پر تڑپتی ہون

جامۂ زیست تنگ ہی تنپر / ہجر مین مجلس فرنگ ہی گھر
تیرے ملنے کی آرزو ہی کمال / دل کو رہتا ہی اشتیاق وصال

جل رہا ہی تپ درون سی بدن / حال سوز نہان کا ہی روشن
شمع سان اشکبار ہوتی ہون / اپنی حالت پہ آپ روتی ہون

کیا لکھون آہ ہجر مین واری / ہو رہی ہی گھڑی گھڑی بھاری
دن گذرتا ہی بیقراری مین / رات کٹتی ہی آہ و زاری مین

منتظر تیری راہ تکتی ہی / آنکھ شب بھر نہین جھپکتی ہی
صورت برق ہون غرض بیتاب / کیا لکھون آگے اپنا حال خراب

نامہ تحریر عاشقانہ کیا / دے کے قاصد کو خط روانہ کیا
لے کے خط اک خواص راہ لگا / کٹی اڑتی ہوئی مثال ہوا

جاکے وہ اشتیاق نامہ دیا / دے کے خط منتظر کو شاد کیا
پہونچا طالب کو نامۂ مطلوب / لے کے پڑھنے لگا خط محبوب

دیکھکر خط مین حال شوق وصال / بولا یا رب یہ خوب ہی کہ خیال
طالب وصل ہو وہ ماہ جبین / سو یہ تقدیر سے امید نہین

پرحد اسے جہان پناہ ہی تو
بادشاہون کا بادشاہ ہی تو

لطف سے تیرے کیا امید نہین
ہو کوئی تجھسے ناامید نہین

اپنے فضل وکرم سے حسب مراد
تونے کی ایک ایک کی امداد

بارہا وہ کرم کیا تونے
ڈوبتون کو بچا لیا تونے

عرض کی جسنے تجھسے حاجت دل
اسکی آسان ہوگئی مشکل

کی نہ ہرگز کسی کی دلشکنی
سب ہین محتاج اور تو ہی غنی

حل کا مشکل کشا ہی یا اللہ
میری مشکل یہ کیا ہی یا اللہ

دور ہو یا خدا پریشانی
مشکل آسان ہو بآسانی

خالق دو جہان قدیر ہی تو
بے سہارا ہون دستگیر ہی تو

یا الٰہی مراد بر آئے
دل کی یہ بندہ آرزو پائے

تھا وہ القصہ طالب دیدار
دل مین تھی آرزوے وصل نگار

خط مین احوال اضطراب لکھا
اسکے نامہ کا یون جواب لکھا

جواب نامہ نگار

ای انیس بلاکشان فراق
وے تسلی دہ دل عشاق

ای تمنائے خاطر ناشاد
وے مراد جہان جہان مراد

ای سراپا جمال مہر نظیر
یعنی ای مہ لقا قمر تنویر

بندہ اس بندہ پرور کے نثار
جان و دل یاد آوری کے نثار

تھی نہ امید زندگانی کی
نامہ بھیجا تو مہربانی کی

دل بیتاب کو قرار ہوا
غم غلط کچھ اے نگار ہوا

لیکن ابتک وہ ناتوانی ہی
سر کو سایہ سے سرگرانی ہی

آپ کے پاس آ نہین سکتا
پانون ہرگز اٹھا نہین سکتا

جب سے دیکھا ہی تمکو مرتا ہون
دمبدم آہ سرد بھرتا ہون

جب تصور دہن کا ہی آتا
تنگ ہو ہو کے جی ہی گھبراتا

زلف پرخم جو یاد آتی ہی
دل پہ ناگن سی لوٹ جاتی ہی

یاد آتی ہی کان کی بجلی
تڑپنے لگتی ہی دل کی بیتابی

جب کمر کا خیال آتا ہی
راہ ملک عدم دکھاتا ہی

مہندی ہاتھون کی یاد آتی ہی
چشم تر سے لہو رلاتی ہی

ہون غرض جبکہ مضطرب پاتا
جی کو ہر اک طرح ہون سمجھاتا

پر بہلتا نہین دل مضطر
ہی تصور تمہارا آٹھ پہر

جان پر آ بنی ہی مرتا ہون
چار ناچار ضبط کرتا ہون

ہجر مین ہون غرض بہت بیتاب
دل بیمار کا ہی حال خراب

تھمتا درد جگر نہین ہی ہی
تمکو مطلق خبر نہین ہی ہی

کس پہ بیداد آہ ہوتی ہی
کسکی کشتی تباہ ہوتی ہی

پوچھنا تک ہی درد سر تمکو
کون مرتا ہی کیا خبر تمکو

کیا کہون رنج جو گذرتا ہی
کوئی ایسا ستم بھی کرتا ہی

مضطرب ہی بہت دل مضطر
رہتا ہی اضطراب آٹھ پہر

ہر نفس تمکو یاد کرتا ہون
رات دن ٹھنڈی سانس بھرتا ہون

دل مضطر ہی مبتلائے فراق
قہر ہی فتنہ ہی بلائے فراق

تپش دل جگر جلاتی ہی
دیکھو پھر ہماری چھاتی ہی

نیند شب بھر غرض نہیں آتی
رات آنکھوں میں ہے گذر جاتی

رات دن غیر حال رہتا ہے
دل پہ صدمہ کمال رہتا ہے

غنچۂ گل کی طرح دل ہے فگار
ہجر میں جان لب پہ ہے عاشق زار

ہے یہی صورت چراغ سحر
شمع پروانہ جل رہا ہے جگر

صدمہ ہائے فراق سہتا ہوں
مضطرب شکل برق رہتا ہوں

کوئی مونس نہ یار ہے اپنا
ایک پروردگار ہے اپنا

اسکو مطلق مرا خیال نہیں
کوئی اپنا رفیق حال نہیں

دے کے دل عاشق جنوں ہوا
پھر جو کچھ ہوا قصور ہوا

پھر تو نہیں خیریت رقم کرنا
گاہے گاہے تو نہیں کرم کرنا

کیا لکھوں شرح داستان فراق
کہ فزون حد سے ہے بیان فراق

ختم جب عشق کا فسانہ ہوا
لے کے خط نامہ بر روانہ ہوا

منتظر کو پہونچ کے شاد کیا
نامہ بر نے جواب نامہ دیا

آگئی مضمون پر نظر جس دم
آتش شوق سے جلی وہ صنم

خاک پر ناتوان تڑپنے لگی
صورت نیم جان تڑپنے لگی

پڑھ کے نامہ ہوا عجیب ملال
دل میں گذرے طرح طرح کے خیال

اسکی حالت غرض خراب ہوئی
مضطرب رشک آفتاب ہوئی

کار گر صدمۂ فراق ہوا
اسکو جینا کمال شاق ہوا

ہجر میں زندگی سے تنگ ہوئی
بولی اب مرگ کیوں درنگ ہوئی

قصد ہلاک مدام کیا اسنے
آخرش زہر کھا لیا اسنے

کہکے وہ لا الہ الا اللہ
ہوئی رخصت جہان سے غیرت ماہ

سو پہنچی باغ ارم میں وہ گل تر
غم سے ماتم سرا ہوا سب گھر

بنگیا آسمان دود فغان
ہوا ماتم کدہ تمام جہان

رخصت اہل جہان کے ہوش ہوئے
شکل مردم سیاہ پوش ہوئے

رو کے کہنے لگی کوئی ہمسن
ہے قیامت کا روز آج کا دن

کوئی کہتی تھی پیٹ کر چھاتی
اسکے بدلے مجھے قضا آتی

کوئی بولی کمر کو توڑ چلی
خود سدھاری یہ ہمکو چھوڑ چلی

آہ پھولی پھلی نہ شب مراد
گلشن دہر سے گئی ناشاد

سر کو بالین پہ مارتی تھی کوئی
ہائے بیٹی پکارتی تھی کوئی

پیٹتی تھی جگر کوئی غمناک
کی کسی غم زدہ نے جان ہلاک

ضعف سے غش کسی کو آتا تھا
خاک سر پر کوئی اڑاتا تھا

کوئی سر پیٹتی تھی کوئی جگر
کوئی کہتی تھی ہائے نور نظر

کھول کر سر کے بال یار نگار
رو کے کہنے لگی پکار پکار

میری ہمسن گذر گئی ہے ہے
ہائے میں کیوں نہ مر گئی ہے ہے

غم فرقت میں جی پہ آ بنی
کھائی ہیرے کی ہے فرو کنی

ابر کی طرح کوئی روتی تھی
پیٹ کر سر کو جان کھوتی تھی

کوئی کرتی تھی غم سے چاک لباس
تھا کسی کا بزیر خاک لباس

ٹکڑے ٹکڑے ہوا کسی کا جگر
شق ہوا دل کسی کا مثل قمر

کوئی روتی تھی کہکے ہائے بہن
کسطرح اب جیے گی محبوبن

غم سے جی اپنا کھو دیا تو نے
ہائے افسوس کیا کیا تو نے

کوئی بولی کہ ہے کڑی افتاد
یا الٰہی یہ کیا پڑی افتاد

کوئی کہنے لگی کہ اے ہمشیر
دم بخود کیوں ہے صورت تصویر

منہ پہ منہ رکھکے رکھدیا ماں نے
یوں جگر تمام کر کہا ماں نے

بیٹھو اٹھکر ذرا خدا کے لیے　لب نازک ہلا خدا کے لیے
ہو گیا گل چراغ مادر کا　ہے جگر داغ داغ مادر کا
میری بستی اجڑ گئی ہے ہے　تیری قسمت بگڑ گئی ہے ہے
طے غرض تو نے سخت منزل کی　کس سے نکلینگی حسرتیں دل کی
اے بنی کسپہ جان کرونگی نثار　کون ہے جسکو میں کرونگی پیار
کیوں میں چھٹ گئی کہو میری جان　کس سے نکلینگے دل کے ارمان
بیچ سے اقربا کا غیر ہے حال　چھاتی پھٹتی ہے اے پری تمثال
دیکھو لوگو میں لٹ گئی ہے ہے　مہ لقا مجھ سے چھٹ گئی ہے ہے
دل پہ یارب کسی کے داغ نہو　یوں کوئی خانہ بے چراغ نہو
کہکے یوں جان زار کھوتی تھی　خوب منہ ڈھانپ ڈھانپ روتی تھی
حشر برپا ہوا تہ افلاک　روتے روتے ہوا ہر ایک ہلاک
حضرت عشق نے کیا جو ہلاک　خاک میں مل گئی وہ صورت پاک
بستر خاک پر کیا آرام　خاک میں مل گئی وہ ماہ تمام
قبر پر مہ لقا کے جا بیٹھا　خاک پر شکل نقش پا بیٹھا
زہر کیوں کھا کے مر گئیں افسوس　ہمکو برباد کر گئیں افسوس
کیوں جی کیسی یہ بے وفائی ہوئی　وعدہ وصل تھا جدائی ہوئی
دل کو اک اضطراب ہجر میں ہے　حال اپنا خراب ہجر میں ہے
رو رہا تھا غرض با آہ و فغاں　خاک سر پہ اڑا رہا تھا جوان
گاہ یوں پے مزار کے لیٹا　گاہ مایوس ہو کے رو بیٹھا
بندہ دل یار سا کہاں خلیق　سب طرح مرد بے نشاں خلیق
طاقت صدمۂ فراق نہیں　لائق ضبط اشتیاق نہیں

کچھ تو احوال دل کہو بیٹی　صدمے نے اور جواب دیا
باغ عالم سے تو سدھاری ہائے　لٹ گئی یہ بہار یہ ...
کس لیے ہائے جان دی تو نے　راہ ملک عدم کی لی تو نے
صدمے نے کس راہ پڑا تا رونگی　تجھکو کہکر کسے پکار ونگی
نازکے اٹھا ونگی ہے ہے　کسکو چھاتی لگا ونگی ہے ہے
بولتی کیوں نہیں ہے گلفام　لوگ تجکو پکارتے ہیں ...
مجکو اے کاش موت آجاتی　تیری آئی ہوئی بلا ...
آج یہ تازہ داغ ہوتا ہے　ہائے گھر بے چراغ ہوتا ہے
ہائے دشمن بھی یہ ستم نہ سہے　سب کی یارب جہاں ...
مردم چشم تھی جو نور نگاہ　نظر آنے لگا جہاں سیاہ
غسل میت غرض دیا اسکو　دفن پھر خاک میں کیا اسکو
رفتہ رفتہ ہوئی جوان کو خبر　کہ ہوئی جان بحق وہ رشک قمر
مفت افسوس ملکے رونے لگا　دل بہت بیقرار ہونے لگا
رو کے کہنے لگا کہ اے گل تر　تمکو لازم نہیں تھا غم ...
تم تو کہتی تھیں ہم سے او گل رو　داغ فرقت نہ دینگے ...
کچھ تو فرمائیے خدا کے لیے　شکل دکھلائیے خدا کے لیے
وصل کا دل کو اشتیاق رہا　حشر تک صدمۂ فراق رہا
خیر تھا نیم جان کا حال کہاں　دل مضطر کو تھا ملال کہاں
رو رہا تھا یہ مضطر و بیکس　آ گئے ناگاہ اک مسیح نفس
اٹھ کے قدموں پہ گر پڑا مضطر　بولا دکھلا کے زخمہائے جگر
وصل کا اشتیاق باقی ہے　دل پہ داغ فراق باقی ہے

ب ہو روشن حضور حال مرا
ں پری نژاد کا مزا ہے یہ
ھلکے آواز قم باذن اللہ
ٹھ ہی پاؤں پہ زندہ غیرت ...
وکے رخصت غرض وہ ...
ناد ایک ایک دردمند ہوا
ر شگفتہ گل مراد ہوا
ل تر شاخ پہ مہکنے لگے
ل شگفتہ تھے صورت گل تر
سقدر سیم و زر دیا اسنے
ک پری زاد تھی بریلی کی
اک پرستان سے پری آئی
جمع تھے وان تمام باجے مین
باری باری ہر ایک ہو جہان

وصل دلدار ہی سوال مرا
دیکھیے مرقد نگار ہے یہ
اٹھی بے اختیار غیرت ماہ
عرض کی ہین سبح وقت حضور
شاد و شادان محلسرا مین گئی
نغمۂ تہنیت بلند ہوا
پھر ہر اک دردمند شاد ہوا
ملکے بلبل بہم چہکنے لگے
شکر پروردگار تھا لب پر
فقرا کو غنی کیا اسنے
ایک میرٹھ کی ایک دلی کی
مشتری لکھنؤ سے بلوائی
بزم تھی یا نگار خانۂ چین
اپنے اپنے دکھا رہی تھی کمال
جو پری ناچنے کو آتی تھی

خاک مین مل گئی پری پیکر
دیکھا درویش نے جو ایک نظر
آگئی جان رفتہ قالب مین
کیا بیان ہو صفت گدائی کی
چومے ماں باپ کے قدم جاکر
چمکا پھر آکے اوج پر خورشید
غنچے کھلنے لگے بہار آئی
چہچہے تھے خوشی کے عالم مین
زر بہت نام پر خدا کے دیا
جملہ اہل نشاط بلوا لیے
اک بدایون کی تھی ستم ایجاد
آگئے سب رامپور کے رقاص
کوئی رشک پری جو گاتی تھی
شاد القصہ اہل محفل تھے
انجمن مین غزل یہ گاتی تھی

غیرت آفتاب و رشک قمر
قبر شق ہو گئی مثال قمر
پڑ گئی روح جسم طالب مین
مردہ زندہ کیے خدائی کی
ہوئی مشہور یہ خبر گھر گھر
پھر ہوا سبز تر نہال امید
بلبلوں نے مراد دل پائی
مستیان ہو گئی کے عالم مین
ایک عالم کو بے نیاز کیا
طائفے دور دور کے آئے
ایک تھی ساکن مراد آباد
تھے غرض دور دور کے رقاص
راجہ اندر کو حسرت آتی تھی
وجد مین جملہ صاحب دل تھے

غزل

مژدہ اے طالبان عیش و طرب
غم کا بزم طرب مین نام نہین
گلشن بزم مین چہکتے ہین

خوش خوش آیا زمان عیش و طرب
اب یہ ہے داستان عیش و طرب
بلبل بوستان عیش و طرب
مضطرب کس لیے ہوا ہے روشن

دہر ہے عالم نشاط و سرور
مشتری ناچتی ہے محفل مین
چہچہے ہین خوشی کے عالم مین
شیخ بھی ہے نشان عیش و طرب

اک جہان ہے جہان عیش و طرب
ہے زمین آسمان عیش و طرب
ہر مکان ہے مکان عیش و طرب

سال بھر تک دھوم دھام رہی
منعقد بزم خاص و عام رہی
پہ وہ بزم نشاط تھی بیکار
کہ نہ تھا دل کو مہ لقا سے قرار

رنج فرقت کمال تھا اسکو   نوجوان کا خیال تھا اسکو

صدمہ ہاے فراق سے بارے   ہو گئے زرد گل سے رخسارے

رنج یہ کی والدین نے جو نگاہ   دیکھا نور نظر کا حال تباہ

پوچھا اے نور چشم حال ہے کیا   دل ہے کیوں مضطرب ملال ہے کیا

کیا سبب ہے کہ ناتوان ہے تو   چشم بد دور نوجوان ہے تو

مضمحل ہو گئی ہوا کیا ہے   خیر ہے تجکو مہ لقا کیا ہے

کہتی کیا حال دل جگر افگار   دم بخود سنکے ہو گئی وہ نگار

پر وہاں اک خواص تھی اسکی   محرم راز خاص تھی اسکی

عرض کی کیا کہوں بلا کیا ہے   مرض عشق کی دوا کیا ہے

کیوں نہو ناتوان یہ جو جمال   اک جوان پر فریفتہ ہے کمال

دل ناشاد اسکا شاد نہین   بجز اسکے اور کچھ فساد نہین

پھر نہ جھنجھلا کے زہر کھالے کہین   پھر نہ حسرت مین داغ آئے کہین

پھر نہو گل چراغ عمر رواں   پھر نہ تاریک ہو نظر مین جہان

پھر نہو مہ لقا کا داغ حضور   پھر نہو جاے گل چراغ حضور

ہے یہ نام خدا حضور جوان   اسکی شادی کا کیجیے سامان

ہو بہم ملکے مہر و مہ کا قران   نکلین دل سے ہر ایک کے ارمان

اڑ گئے ہوش سنکے ذکر نکاح   کی بہم مادر و پدر نے صلاح

بزم شادی کو انتظام دیا   مصلحت تھی غرض نکاح کیا

ہو گئے شادی بہم سے دونون   سب بے غم و بے الم ہے دونون

کی خدا نے ہر ایک کی امداد   یعنی پہونچے پہلے وہ حسب مراد

پھر کبھی حال دل نہ غیر ہوا   خاتمہ بھی غرض بخیر ہوا

اٹھ گئے دنیا سے نام باقی ہے   تھی الفت مدام باقی ہے

روشن اب تا کجا ترانۂ عشق   ختم کر ختم کر فسانۂ عشق

دل کو کاہش ہے اب فضول نہ دے   قصۂ مختصر کو طول نہ دے

عمر ضائع نہ کر فسانہ مین   قدرداں کون ہے زمانہ مین

قدر اہل ہنر کسے داند   کہ ہنر نامہ ہا بسے خواند

قدرداں کیسے عیب بین ہین بہت   شہر مین آج نکتہ چین ہین بہت

شوق سے آپ پر اہل فضول   ایک ایک اعتراض ہو معقول

سامنے آئیے یہ تاب نہین   انگلی رکھیے یہ وہ کتاب نہین

عیب بینی طریق جاہل ہے   معترض یہ خیال باطل ہے

با ہنر عیب پوش ہوتے ہین   قدرداں اہل ہوش ہوتے ہین

تو یہ روشن یہ گفتگو کیا ہے   قدر دانی کی کسکو پروا ہے

ہے ہر اک شعر مین انتخاب سخن   ذرہ ہر شعر ہے آفتاب سخن

اس سے دنیا مین نام باقی ہے   یہ وہ ہے جو مدام باقی ہے

کلمہ چند بطریق پند

ساقیا دے شتاب جام شراب   مست بیٹھے ہوے ہین پا بہ رکاب

نہ یہ عہد شباب باقی ہے   نہ مدام آفتاب باقی ہے

اک روش پر نہیں مدام جہان   نیست نابود ہے تمام جہان

لطف پروردگار ہے شب و روز   در توبہ کھلا ہوا ہے ہنوز

سنیے کہتے ہین ہما جان شعور
کہ نہایت برا ہی فسق و فجور

کوئی بھی پاک دل پلید نہو
خواہش نفس کا مرید نہو

چند روزہ یہ زندگانی ہی
عمر ناپایدار فانی ہی

عمر باقی نہ ماہ باقی ہی
کون دنیا مین آہ باقی ہی

لوگ رخصت جہان سے ہوتے ہین
گور مین زیر خاک سوتے ہین

عمر کوتاہ پایدار نہین
زندگی کا کچھ اعتبار نہین

طفل و پیر و جوان مرتے ہین
مرحلے طی عدم کے کرتے ہین

سیکڑون یونہین زیر خاک ہوے
ادھر آئے ادھر ہلاک ہوے

ہر نفس و وش پہ اجل ہی سوار
موت کا سامنا ہی لیل و نہار

جسم پیوند خاک ہو اک روز
ذرہ ذرہ ہلاک ہی اک روز

جاودان خضر کی حیات نہین
موت سے ایک کو نجات نہین

ہین مگر نبتہ لوگ آٹھ پہر
سب کو درپیش ہی عدم کا سفر

یعنی اکدن ہلاک ہونا ہی
خاک مین مل کے خاک ہونا ہی

جز خدا ہی ہر ایک شی کو زوال
یاد رکھنا جہان ہی خواب و خیال

بھول کر فعل ناصواب نہ کر
خانۂ زندگی خراب نہ کر

کرو دنیا مین کار خیر مدام
جس سے تیرا بخیر ہو انجام

مو شہوت سے مست ہین جو لوگ
سخت شہوت پرست ہین جو لوگ

گئے دوزخ کے ہین وہ ناحیا
وقنا ربنا عذاب النار

ترک شہوت نشان ہین باشد
وصف پرہیزگار این باشد

خواہش نفس سے بچائے خدا
اسکے نیرنگ مین نہ ڈالے خدا

بندہ کار خدا کرے ہر دم
طاعت کبریا کرے ہر دم

دل ناشاد کو جو شاد کرے
حق تو یون ہی کہ حق کو یاد کرے

ارے کیا آب گل پہ مرتا ہی
عاقبت کیون خراب کرتا ہی

کل کی ہی بات ایک تجربہ کار
سچ کہتا تھا یون پکار پکار

بر حرامم آنکہ دل نہادہ بود
دور از بنجا حرام زادہ بود

توبہ یا رب گناہگار ہون مین
اپنے فعلون سے شرمسار ہون مین

عمر گذری گناہ مین افسوس
پاؤن رکھا نہ راہ مین افسوس

بندگی کی غرض نہ طاعت کی
عمر بھر نفس کی طاعت کی

ہوئی سب معصیت مین عمر تمام
یا الٰہی بخیر ہو انجام

یا خدا ہر بادشاہی خود
بطفیل جہان پناہی خود

بطفیل جناب احمد پاک
ہادی خلق و صاحب لولاک

بحق اہل بیت یا اللہ
بحق لا الٰہ الا اللہ

یا الٰہی بحق عرش برین
بحق خواجہ معین الدین

بحق اولیائے روئے زمین
بحق حضرت نظام الدین

سختی گور سے بچا لینا
باغ فردوس مین جگہ دینا

بندہ پرور جناب فیض مآب
ہین جو عبد العزیز خان نواب

یا الٰہی مدام شاد رہین
مرجع خاص و عام شاد رہین

جبتک آفاق مین ہو نور سخن
شمع بزم سخن رہے روشن

قطعۂ تاریخ تصنیف طبعزاد شیخ محمد عنایت اللہ صاحب مصنف مثنوی خورشید روشن بدایونی

افسانۂ سوز عشق نہانی
جب ختم ہوا بجوش بیانی
ہاتف نے کہا کہ سال تصنیف
ہے باغ و بہار جاودانی
۱۳۰۷ھ

رباعی تاریخی بہ نتیجۂ فکر منشی نراین داس متخلص بہ شاکر بدایونی در سنہ ۱۳۰۷ ہجری

روشن نے لکھی جو مثنوی کیا خوب
ہے باعث یادگار جاویدانی
بالائے فلک سے بہر سال تصنیف
ہاتف بولا کہ - نسخۂ لاثانی
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد منتخب الشعرا نامدار زبدۂ سخنوران عالی وقار جناب پنڈت موتی لال صاحب گوہر دہلوی پدر بزرگوار پنڈت چیالال صاحب ڈپٹی کلکٹر بدایوں

ہوگئی خورشید روشن مثنوی
لطف حق سے جب تمام و شادماں
دیکھکر اسکی فصاحت ہوگئے
شاد و خرم سب کے سب اہل زباں
کوئی کہتا ہے کبھی دیکھی نہیں
یہ بلاغت اور یہ طبع رواں
ڈال دی روشن نے کہتا ہے کوئی
قالب الفاظ میں معنی کی جاں
الغرض ایسے کلام گرم سے
ہے گداز دل مصنف کا عیاں
بحر فکر سن میں ہو کر غوطہ زن
کہدیا گوہر نے - مرغوب جہاں
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف از شاعر نازک خیال پنڈت کنھیا لال صاحب ڈپٹی کلکٹر بدایوں متخلص بہ مبارک

خورشید روشن آمد و روشن نمود دل
ستاب بیان فزودہ ز حسن و بہار گل
گل گشتہ مثنویش چون گلشن بہار زن
نشگفتہ گلشن صبح - تاریخ او بہار
۱۳۰۷ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب طبعزاد منشی عنایت اللہ صاحب روشن مصنف مثنوی ہذا

مرحبا طبع ہوئی اپنی کتاب
للہ الحمد بر آئی امید
آئی آواز کہ لکھ دو روشن
سال تاریخ - فروغ جاوید
۱۳۱۰ھ

غزلیات من تصانیف منشی عنایت اللہ صاحب متخلص بہ روشن مصنف مثنویات گلشن عشق و خورشید روشن

ذرہ ذرہ میں ترا نور ہے تبارک اللہ
پتا پتا شجر طور ہے اللہ اللہ
روز روشن شب دیجور ہے تبارک اللہ
بندہ تقدیر سے مجبور ہے تبارک اللہ

...م خاک بیٹھے رہنا	اپنا مدت سے یہ دستور ہی تھا تھا	مرض ہجر کا جسکے نہو کوئی علاج	جان بلب آج وہ رنجور ہی تھا تھا
...لے لیٹ رہتے مرقد مین	منزل عشق بہت دور ہی تھا تھا	جسنے دیکھا ترا رخ تمام دل کھینچنے لگا	آدمی کیا ہی کوئی حور ہی تھا تھا
...بھی کرتا ہی تکلف سے ہم	کسقدر حسن پہ مغرور ہی تھا تھا	آگئے غش دیکھے جلوہ ترا شکل سے	گفتگو کا کسے مقدور ہی تھا تھا
	جلوۂ خال سیہ صورت مردم روشن	پردۂ چشم مین مستور ہی تھا تھا	

غزل

قول ہی عہد جوانی سے یہ چرخ پیر کا	مہر اک بوسیدہ خاکا ہی تری تصویر کا
طالع وارثون سے ہر تدبیر الٹی پڑتی ہی	منقلب مطلب ہی کیا میرے خط تقدیر کا
مین ہون پابند جنون دل قیدی گیسوے یار	یہ یکین ہی زلف کا مین خانۂ زنجیر کا

چاندنی مین بھی نظر روشن نہین آتا ہی کچھ
کیا دھوان چھایا ہی میرے نالۂ شبگیر کا

غزل

ہون خواستگار تخت نہ طالب کلاہ کا	یارب مین ہون فقیر تری بارگاہ کا
کیا مرتبہ بیان ہو ترے پایگاہ کا	ہی اختیار تجکو سفید و سیاہ کا
قائم زمین پہ ہی ازل سے یہ بے ستون	ہی آسمان دھوان کسی عاشق کی آہ کا
دوزخ بھی ہو نصیب تو انکا سے پوچھون	مداح ہون مین سید عالم پناہ کا
اے گردش سپہر سمجھکر مٹا یو	نقش قدم ہون مین بھی کسی رشک ماہ کا
کہتے ہین لوگ الفت کا کل ہی اک بلا	منھ دیکھنا روا نہین اس روسیاہ کا
اک عمر سے اگر تھی زلیخا اسیر عشق	یوسف کو بھی سنا ہی کہ مسود انتھا چاہ کا
بلبل و نہار ہجر مین صحرا نورد ہون	کیا گردباد ہون مین بیابان کے راہ کا
آزاد ہی ہر ایک بلا سے اسیر عشق	ہی شاہ کا غلام نہ افسر سپاہ کا
قانون فقر مین ہی مسلم یہ مسئلہ	درویش کے قدم پہ رہے فرق شاہ کا

ہاں اے جوان کمر رہ حق میں بندھی رہے | ہر عضو کام حشر میں دے گا گواہ کا
مرتا ہوں جان بلب ہوں نہیں کچھ خبر نہیں | بتلائیے یہ کیا ہے طریقہ نباہ کا
بحر جہاں میں صورت کشتی تباہ ہوں | ہاں ناخدا اے جہاز تباہ کا
یہ دھوم ہے ہماری غزل کی جہان میں | احسنت کی صدا ہے تو غل واہ واہ کا

حاجت نہیں ہے شمع کی روشن سر مزار
ہے داغ دل چراغ لحد بیگناہ کا

غزل

پیغام وصل یار نے بعد فنا دیا | آخر کشش نے جذبۂ الفت دکھا دیا
دے کر ہزار داغ جگر پر فراق کے | اے عشق تو نے خاک میں ہمکو ملا دیا
روشن کیا جہاں سے بزم رقیب کو | اے ماہ داغ دل کے سوا ہمکو کیا دیا
دریا بہا دیے ہیں سیلاب اشک نے | طوفان نوح دیدۂ تر نے دکھا دیا
اٹھتے ہیں جب ہم آہ کے شعلے فراق میں | سینہ میں دل کو سوز نہاں نے جلا دیا
پھرتی ہی آہ سرد فلک کانپنے لگا | نالوں نے اپنے چرخ کہن کو ہلا دیا
عشق ستم پناہ نے ظلموں کا کیا کلام | پیوند خاک گل بدنوں کو بنا دیا
صورت میں اپنی جلوہ رخ دکھا رہے | روشن خودی کو ہم نے یہاں تک مٹا دیا

غزل

دیکھکر صدمے دل ناکام کے | خوب رویا میں کلیجہ تھام کے
پوچھتے ہو مہرباں احوال کیا | اٹھ گئے جلسے وہ صبح و شام کے
کر دیا مدہوش بدمست کو | صدقے قربان ساقی گلفام کے
کھو دیا پھر کر نگاہ ناز نے | کیا گلے ہیں گردش ایام کے
لو جواب نامہ روشن آگیا | منتظر تھے یار کے پیغام کے

غزل

پھر ہمکو کیا نہ ہو فریاد | اے عشق ستم پناہ فریاد
قاتل نے دفعتہ کیا قتل | کرنے پایا نہ آہ فریاد
تو نے اے چشم لطف معشوق | کی گاہ نہ اک نگاہ فریاد
جو چاہے ستم کرے وہ دشمن | گذری اک عمر منتظر ہوں
دل کسکا ہلا دیا سر شام | دیکھوں کبتک ہیں آہ فریاد
ہوں چرخ میں گردش فلک سے | اے نالۂ صبح گاہ فریاد
کرتا ہے کون آہ فریاد | یارب ہوں دادخواہ فریاد

غزل

کس رنگ مین جلوہ گر نہین تو — کس پھول مین تیری بو نہین ہی
جسکی زمین و آسمان مین — کسکو تری جستجو نہین ہی
خوبی تری جلوہ گر ہی دل مین — یہ آئینہ عیب جو نہین ہی
دیدار کی ہی فقط تمنا — دل مین و آرزو نہین ہی
سامان نشاط سب ہین بیکار — محفل مین جو ایک تو نہین ہی
گو دامن دل ہی شکل گل چاک — لیکن ہوس رفو نہین ہی
جمعیت نظم کیا ہو روشن — ششدر ہون دل یکسو نہین ہی

غزل

صورت برق تڑپ جاتا ہون — دل مین جب درد نہان اٹھتا ہی
کون ناشاد ہی جو خوش ہوتا — شور ماتم یہ کہان اٹھتا ہی
بڑھتی ہی وحشت دل فرقت مین — بیٹھے بیٹھے خفقان اٹھتا ہی
غم فرقت کی ہی مشکل برداشت — سہل کب بار گران اٹھتا ہی
دل مین اک سوز نہان ہی روشن — آہ کے ساتھ دھوان اٹھتا ہی

غزل فارسی

زمین شدیم چه شد آسمان شدیم چه شد — بچشم خلق سبک یا گران شدیم چه شد
چه شد یقین که درین بوستان قرار نیست — تو گر بهار شدی ما خزان شدیم چه شد
بزیر خاک ز نیرنگ چرخ سفله نواز — چو لاله داغ بدل از جهان شدیم چه شد
مدام نیست چو رنج و نشاط در عالم — حزین شدیم چه شد شادمان شدیم چه شد
ز خوش بیانی ما چون نشان ما باقیست — اگر ز دیدهٔ مردم نهان شدیم چه شد
پس فنا چو فقیر و امیر یکسان ست — چنین شدیم چه شد و چنان شدیم چه شد
نیافتیم سراغی ز رفتگان روشن — اگر غبار ره کاروان شدیم چه شد

خاتمة الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ اس زمان سعادت اقتران مین یہ مثنوی نایاب مع چند غزلیات لاجواب نتیجۂ فکر صاحب شیخ محمد عنایت اللہ صاحب المتخلص بہ روشن مطبع فیض مرجع جناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای بماہ اکتوبر ۱۸۹۲ء رنگ بہار طبع سے باغ باغ ہو کر گل بردامن نظارہ بازان ہوئی

۱۶۳۱۴